ذیقعدہ
سنہ ۱۲۹۵ھ
شمارہ ۳۳
جلد ۷

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ الذی لا نبی بعدہ

منشور رسولان ہمہ محتاج بخاتم
توریت بلا توریہ انجیل بہ تحصیل

باخاتم و مہر آمدہ منشور محمدی
گویان صفت و سیرت مبعوث محمدی

منشور محمدی
۱۲۹۵

فرمان رسالت نساختہ مرفوع
توریت و ہم انجیل برافتادہ بہ تحصیل

توقیع خلافت منشور محمدی
چون گشت علم رایت منشور محمدی

قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

قیمت سالانہ منشور کی معہ محصول ڈاک صہ ی جن خیر خواہان دین محمدی کو اسکی خریداری منظور ہو ارسال بیشگی سے اطلاع فرماوین اور لگر کچھ نوشت و خواند و تحریر مضامین رد و قبول وغیرہ منظور ہو تو ان مضامین کو بخط واضح تحریر فرماکے بنام **محمد شریف** مہتمم مطبع اخبار منشور محمدی واقع معسکر نکلہ روانہ فرماوین اگر عالی ہمم حضرات زر قیمت یا علیہ روانہ فرماوین تو بذریعہ نوٹ یا ٹکٹ نصف آنہ بزیادتی فی روپیہ نصف آنہ بصیغہ رجسٹری ارسال فرماوین فقط

مثنوی

حمد حق کا زبان پہ جاری ہی
وصف جسکی جناب باری ہی

نعت اسکی زبان پہ ہی ہر دم
وصف جسکی ہی شافع عالم

نام سے جسکے آج کل منشور
اہل باطل پہ ہو گیا منصور

ہی یہہ منشور بادشاہ امم
جلوہ افروز جملہ عالم

اسمین اثبات دین ہی کامل
رد شبہات کجرو و باطل

اسکے انوار سے یقین ہی عجب
شمس گمت گمت کے گرہنے کوکب

شمس تابان کو حجب کرے مستور
کیون نہ کوکب کو کرے بے نور

اسکا ایسا ہی لمعہ تابان
ظلمت افشان بنے ہی نور افشان

اسکے دل مین ہین سب تمنائی
چاہنے سب مین ایک عیسائی

غزل

ہر لحظہ جسکا دل ہی رسول خدا کے ساتھ
گویا وہ متصل ہی رسول خدا کے ساتھ

شرمندہ عاصیون کے لئے وہ شفیع ہی
حبت کے شغل عیش مین کیونکر نہ ہو وہ

بجا یگا وہ نار مین غل اس لعین کا
گویا نبی کا سایہ ابوبکر ہی کہ آپ

اترا ہی آسمان پہی کیونکر نہ یہ زمین
ہر دم جو متصل ہی رسول خدا کے ساتھ

خاک مدینہ ہونے کی امید ہی فقیر
گر عشق آب و گل ہی رسول خدا کے ساتھ

عصیان سے منفعل ہے رسول خدا کے ساتھ
جو دلسی مشتغل ہی رسول خدا کے ساتھ

جس دلمین کچھ بھی غل ہی رسول خدا کے ساتھ
ہر جا ہی مثل ظل ہی رسول خدا کے ساتھ

دسکے بے ذکر کرتے ہین دیکھو ہین سے نکاح کرنا حضرت آدم
علیہ السلام کے زمانہ مبارک مین جایز تھا چنانچہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے بھی اپنی اخت علاتی سارہ سے نکاح کیا جیسا
کہ سفر تکوین باب ۲۰ ورس ۱۲ مطبوعہ ۱۶۷۵ء و سنہ ۱۶۴۸ء
ہین ہے حضرت ابراہیم فرماتے ہین وہ میری بہن ہے
حقیقت مین کہ بہنی ہے میرے باپ کی اگرچہ بیٹی نہین میری
ماں کی اور مین نے نکاح کیا ہی اوس سے انتہی معلوم ہوا کہ
حقیقی بہن سے نکاح اوسوقت مین بھی منسوخ ہوگیا علاتی
اور اخیافی سے جایز تھا پھر سفر احبار مین یہہ بھی منسوخ
ہوگیا دیکھو باب ۱۸ ورس ۹ کہ حقیقی بہنون سے نکاح کرنا
حرام ہوا پھر اسی طرح تمام احکام توراۃ کے تیسو تک مشروح
سے منسوخ ہوگئے فقط چار حکم باقی رہے ایک ذبیحہ حرام کی
حرمت دوسری خون کی حرمت تیسری گلا گھونٹے ہوئے
جانور حرمت چوتھی زنا کی حرمت پھر پولوس مقدس
کی تقدیس نے اوان کے تینون حکمون کو بھی منسوخ کیا اور فقط
زنا کی حرمت باقی رہی جانکر دیکھو خط رومیون کا باب اور ورس
خط طیطوس کا ۱ باب ورس ۱۵ پھر جب اہل مشورہ اور عیسیٰ
اور حوارئین کو احکام الٰہی کے منسوخ کرنیکا اختیار ہو تو خود
خدا تعالیٰ اگر اپنے احکام ادیان مندرجہ سابقہ سے
بعض حکمون کو منسوخ کردے تو کیا بعید ہے باقی رہا یہہ ہم
نہین کہتے کہ جمیع احکام یا جمیع کتب سابقہ اس کتاب
سے منسوخ ہین بلکہ وہی احکام منسوخ ہین جو قابل تنسیخ
تھے اب جو احکام کہ باقی رہے اور جو اس کتاب مین

ارشاد ہوی اوس سب کا نام اسلام ہی جو اس سے پھرا
وہ مردود ہوا اور خدا پر اسکا ایمان کہان رہا اسلئے کہ اسلام
تو مقتضی اسکا ہے کہ جمیع انبیا کے ساتھہ خوش اعتقادی
اور محبت رکھے لانفرق بین احد من رسله اور جمیع
کتب منزل من اللہ پر ایمان لاوین یومنون بما
انزل الیك وما انزل من قبلك اور تمام ملئکہ
جو مقربان بارگاہ الٰہی ہین اون سے محبت رکھین عداوت
نرکھے من کان عدوا للہ یعنے جو دشمن ہو اللہ کا اور اسکے
فرشتون کا اور اسکے پیغمبرون کا اور جو دشمن ہو جبرئیل
اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے اوس کافر کا انتہی
ہان جو قصص جیسے توراۃ مین غلط اگئے کتابون سے مترجمون
اور کاتبون نے سہواً یا قصداً داخل کردین تھی اونکو
قرآن نے بالکل زیر و زبر کردیا اسمین قرآن کا احسان
تمامی انبیا اور انکی امتون پر بہت بڑا ہوا اگرچہ بعض لوگ
اوسکو نہ مانین جیسے لوط کا اپنے بیٹون سے زنا کرنا
اور یہودا بن یعقوب کا اپنی بہو سے زنا کرنا اور فارض
اور زارح کا توام پیدا ہونا اور داؤد اور سلیمان اور عیسیٰ کا
اوسی فارض ولد الزنا سے پیدا ہونا اور داؤد کا
اوریا کی بی بی سے زنا کرنا اور سلیمان کا آخر عمر مین مرتد
ہونا اور بت پرستی کرنا اور ہارون نبی کا گوسالہ بنانا
اور بنی اسرائیل سے پجوانا ان سب کو قرآن عظیم الشان
نے جڑ سے اوکھاڑ کر پھینکدیا سبحان اللہ جس قرآن
نے ہمارے پیغمبرون کو ولد الزنا ہونے سے بچایا اسی

ہ شکری واہ شاباش خیرخواہ امن ایسے ہی ہوتے ہین
کیون نہو **نور افشان** پر دیکھنے سورہ مائدہ کی
تہتالیسوین ۴۳ آیت مین لکھا ہی فمن تاب من بعد ظلمہ الخ
یعنے پھر جیسے توبہ کی اپنی تقصیر کے پیچھے اور سنوار کرے
تو اللہ اوسکو معاف کرنے والا ہے ان آیتون مین
نجات کے لئے یہی امر ہین جو اپس مین مختلف ہین پہلے
معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی وغیرہ بھی جو نیکی کرینگا نجات
پاویگا اور دوسرے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف محمدی
جو نیکی کرینگے پہنچینگے **منشور محمدی** مین سے آپ
مراد کیا ہی اگر حضرت عیسی علیہ السلام کو پیغمبر جاننے والے
اور اون کی شریعت منزل من اللہ پر قبل منسخ کے عمل
کرنے والا مراد ہی تو بیشک قرآن عظیم الشان اونکو نجات
کی خبر سناتا ہی چنانچہ وہ آیت جو اپنے اول ذکر کیا
ہے اوسکے ذیل مین ہمارے مفسرین یہی لکھتے ہین

والذین هادوا یعنے الذین کانوا
علی دین موسی علیہ السلام ولم یبدلوا
والنصاری الذین کانوا علی
دین عیسی علیہ السلام ولم یغیروا وماتوا
علی ذلک وهذان الاسمان سوی ما هم زمن
موسی وعیسی علیہ السلام حیث کانوا
علی الحق کالاسلام لامة محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کذا فی المعالم یعنے مراد والذین
ہادوا سے وہ لوگ ہین جو موسی علیہ السلام کے دین
پر تھے اور اون کی شریعت کو بدلا نہ تھا اور مراد نصاری سے
وہ لوگ ہین کہ جو عیسی علیہ السلام کے دین پر تھے اور دین
عیسوی کو انہون تغیر نہین دیا تھا اور اوسی دین حق پر
محرف پر مرگئے اور یہ دونو خطاب یعنے یہود اور نصاری
اون کو حضرت موسی علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام کے
وقت سے عنایت ہوے تھے جیسے کہ مسلمانون کا خطاب
امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوا انتہی یہ مضمون
معالم التنزیل کا ہی اس سے بخوبی مبرہن ہوگیا کہ یہود و نصاری
جو دین موسوی و عیسوی پر قبل تغیر کے تھے وہ بیشک حق
ہین اور جب وہ دین متغیر ہوگیا خواہ وہ تغیر من جانب
اللہ ہو جیسے کہ دین محمدی سے ادیان سابقہ منسوخ
ہوگئے یا وہ تغیر بسبب تحریف علماء کے واقع ہوے جو
پھر وہ دین قابل نجات کے نہ رہا تمام ادیان
وغیرہ اور ملل محرفہ کا اب بھی باقی ہوا سلئے کہ مدار نجات
کچھ لئے ہے دال پر ہانون صاحب پر نہ تھا بلکہ مدار نجات
شریعت منزلہ پر تھا جب وہ منسوخ یا محرف ہوگئے اب
نجات کے قابل کیونکر ہوسکتی ہے اور اگر ہمارا آپ کی
عیسائی سے یہ عیسائیان وقت ہین جنکا کام شراب خوری
اور خنزیر خواری اور ترک ختنہ ہے اور جنکا عقیدہ یہ
ہے کہ مدار نجات کفارہ عیسوی پر یقین کرنا اور حضرت
عیسی علیہ السلام کو خدا یا ابن حقیقی خدا جاننا ہے تو یہ
ہرگز قرآن کی بشارت مین بھی داخل نہین اور نہ انجیل
مقدس کے بشارات طریسے بھی اون کو کچھ حصہ نہین

جیسا کہ انجیل متی باب ۷ درس ۲۱ مین ہی کہ حضرت عیسیٰؑ
فرماتے ہین نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے
آسمان کی بادشاہت مین داخل ہوگا مگر وہی جو میرے
آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہی ۲۲ اوسدن بہتیرے
مجھے کہینگے کہ ای خداوند ای خداوند کیا ہم نے تیرے
نام سے نبوت نہین کی اور تیرے نام سے دیوؤن کو
نہین نکالا اور تیرے نام سے بہت سے کرامتین نہین
دکہائی ۲۳ اور اوسوقت مین اون سے صاف کہونگا کہ مین
کبہی تم سے واقف نہین تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو
انہی تو آیت مذکورہ سے تین قسم کے لوگ مراد ہوے یا تو
اہل اسلام یا وہ یہود و نصاری جو حضرت پر ایمان لے
اسئے یا وہ جو قبل تغیر ادیان مذکورہ اوسپر تھے اور
اسی پر وفات پائے اب سب آیتون مین توفیق
ہوگئی اور کچہ اختلاف نرہا اب توبہ کا حال گوشگذار
کرتا ہون آپ جو کہتے ہین **نور افشان**
اور تیسری سے یہہ کہ جنہون نے نیکی نہین کی وہ توبہ کرنے
سے بچینگے **منشور محمدی** سے ہین پوچہتا ہون
توبہ آپکے نزدیک نیکی ہے یا بدی اگر نیکی ہے تو
تارکین کے حق مین یہہ کہنا لغو ہے کہ اونسے کوئی نیکی نہین
کی اور اگر بدی ہے تو بطلان اوسکا آگے مذکور ہے
اور توبہ کے معنے اصل لغت مین رجوع کرنا ہے اور
اصطلاح شرع مین گناہ سے رجوع کرنا طرف نیکی کے
اور وہ شامل ہے ہر کافر کے ایمان لانے کو اسلئے کہ
کفر بہی ایک گناہ کبیرہ ہی بلکہ اکبر کبائر ہے اور عاصی اپنے گناہ
سے باز آوے یہی توبہ ہے جب توبہ ایمان لانے کے ہم
معنے ہوے تو آیات سابقہ مین اور توبہ کی آیت مین توافق
ہوگیا اور کسی طرح کی مخالفت نرہی - غرض یہہ کہ قرآن نے
جیسا ہر مرض کی دوا تعلیم فرمائی ویسے ہی عاصی کی دوا توبہ
بتلائی اسمین کیا جاے اعتراض ہے بلکہ ہم کہتے ہین نجات
کا اعمال صالحہ پر موقوف ہونا تمامی کتب عہد عتیق و جدید سے
بخوبی ثابت ہی یہان دو تین مثالین دیتا ہون دیکہو یعقوب
کا خط باب ۲ درس ۱۴ - ای میرے بھائیو اگر کوئی کہے کہ
مین ایمان دار ہون اور عمل نکرتا ہو تو کیا فائدہ کیا ایسا
ایمان اوسے بچا سکتا ہے ۲۴ - تم دیکہتے ہو کہ آدمی اعمال
سے راستباز ٹہہرایا جاتا ہے اور فقط ایمان سے نہین
۲۶ پس جیسے بدن سے روح مردہ ہی ویسا ہی ایمان بے
اعمال مردہ ہی خط پہلا یوحنا کا باب ۳ درس ۳ - کیونکہ خدا
کی محبت یہہ ہے کہ ہم اوسکے حکمون پر عمل کرین اور اسکے
حکم بھاری نہین انتہی اس سے معلوم ہوا کہ بغیر اعمال صالحہ نجات
کا خیال کرنا محض لغو ہے - آپ کہتے ہین کہ قرآن مین کوئی
طریقہ نجات مذکور نہین دیکہو ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ مبارک مین جو کفار و یہود و نصارے
آنحضرت سے بہت لڑے اور اصحاب کو قتل کیا اور
حضرت کو نہایت تکلیفین دین اور بعد تحقیق رسالت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم شرمندہ ہوے اور یہہ حال
کیا کہ اب ہمارے توبہ ہرگز قبول نہوگی اوقت اللہ

مطبع بحر الاسلام معسکر بنگلور مین چھپا

بقیا کل شجرہ اور قبول توبہ

تقریر دلپذیر جناب مولوی محمد سلیم اللہ صاحب فیض آبادی

دفعہ ۱۶۹ اور ہم کو بوجدان صحیح متحقق ہوچکا ہی کہ موت
الٹناک نسمہ کا نام ہی بدن سے کیونکہ بدنمین تولید نسمہ کی استعداد
مفقود ہوگئی ہی کچہ روح قدس کے الٹناک کا نام نسمہ سے نہین
ہی اور ہرگاہ کہ نسمہ امراض مین تحلیل ہوجاتا ہی تو حکمت الٰہی
مین ضرور ہی کہ کچہ نسمہ باقی رہے اسقدر کہ روح الٰہی کا ارتباط
اوس سے صحیح شہرے چنانچہ شیشہ جب ہوا سے خالی کیا
جاتا ہی چوس کر تو ہوا نکلتی رہتی ہے یہانتک کہ پھر نکل
نہین سکتی بجز اسکے کہ اور چہ سو تو شیشہ توڑ جاوے
پس یہہ اسیواسطے ہوتا ہی کہ خدا نے طبیعت اور نیچر ہوا میں
ایک بھید رکھا ہے چنانچہ ایسا ہی نسمہ مین بھی بھید ہے
اور ایک حد تحلیل کی ہے اوس سے آگے تحلیل تجاوز نہین
کرسکتی دفعہ ۱۷۰ اور جب آدمی مرجاتا ہی تو نسمہ کی ایک
اور دوسری پیدائش شروع ہوتی ہے چنانچہ روح
الٰہی کا قبض اسمین ایک قوت پیدا کرتا ہی مابقی حس مشترک
کے اندر جو قوت عدد عالم مثال یعنے عدد اوس قوت کی
جو مجرد اور محسوس مین واسطہ ہی اور افلاک مین مثل
شئی واحد کے پھیلی ہوی سماعت اور بصارت اور کلام کی
طبیعی سے کفایت کرتی ہے دفعہ ۱۷۱ اور اوقات
اوسوقت نسمہ مین عدد عالم مثال لباس ظلمانی یا نورانی
پہننے کے استعداد پیدا ہوجاتی ہے اور اسی جگہہ سے
عالم برزخ کے عجائبات متولد ہوجایا کرتے ہین ۔۔۔

دفعہ ۱۷۲ پھر جب صور پھونکا جاوے گا یعنے قبض عام
باری صور سے آجاویگا بمنزلہ اوس قبض کے جو ابتدای خلقت
مین تھا جب ارواح اجساد مین پھونکدی جاوینگے اور عالم
موالید کی بنیاد قایم کردی جاویگی تو روح الٰہی کا قبض اسکا
موجب ہوگا کہ لباس جسمانی یا لباس بین المثال والجسم
(جسکو انجیل مین کہا ہی کہ جسمانی بویا جاتا ہی اور نفسانی
اٹھے گا) پہن لیوے پس جمیع اخبار انبیاء بابت حشر و نشر
و حساب و کتاب کے متحقق ہوجاوینگے دفعہ ۱۷۳
اور ہرگاہ کہ نسمہ روح الٰہی اور بدن ارضی کے درمیان
ایک برزخ متوسط ہی پس ضرور ہوا کہ نسمہ کا ایک رخ بدن
ارضی کے طرف رہے اور ایک رخ روح الٰہی کے طرف پس جو
رخ مایل بعالم قدس ہی اوسکو ہم قوت ملکیہ کہتے ہین اور جو
رخ مایل بارض ہی اوسکو ہم قوت بہیمیہ کہتے ہین اب
ہم روح کی حقیقت کا اسیقدر یہان بیان کرتے ہین و بسکے
دفعہ ۱۷۴ روح کی بیان مین حقیقت موت کی بھی واضح
ہوگئی ہے لہذا اوسکے علیحدہ بیان کی حاجت نہین ہے
پس یہان اوس حدیث کو نقل کرینگے جسمین بیان روح
مین اعمال سے اثر پیدا ہونے کا کیا گیا ہی اور وہ یہہ ہے
کہ "فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنی قلوب پر مثل
چٹائی کی بناوت کے ایک ایک پنکی کے مانند پیش آتے
ہین پس جو قلب اوس فتنہ کو جذب کرلیتا ہی اسمین ایک
سیاہ وصبہ پڑجاتا ہی اور جو قلب اس سے کنارہ رہتا
ہی اوسمین ایک سفید وصبہ پڑجاتا ہی الی آخر الحدیث

دفعہ ۱۵ واضح ہو کہ اکل شجرہ منہیہ سے وہ دھبہ نفس قدسی حضرت آدم ع و اونکے بی بی کے بھی برا اور ایسے شامت سے جو آثار مترتب ہونے والے تھے وہ ہوے اور قوت ملکیہ روپوش ہوگئی اور قوت بہیمیہ نے بڑی زور شور سے ظہور کیا چنانچہ اسیکو اہل کتاب انکی بیگناہی اصلی کا زایل ہوجانا کہتے ہین دفعہ ۱۶ مسلمانون کے نزدیک مسلم ہی کہ صانع باکمال نے بدن مسیح نہ کسی مادہ عنصری سے بلکہ روح القدس کے مثل ہونے سے بنایا تھا خلاصہ جیسے اونکی روح عالم قدس سے تھی ویسا ہی وہ جسم بھی عالم قدس سے مسکون اور مجسمہ ہوگیا تھا جسکو عیسائی کلمہ کا مجسم ہونا کہتے ہین اور اوس جسم قدسی مین جو مادہ عنصری نہ تھا لہذا قوت بہیمیہ کو بھی اوسکی اصل مین کچھ دخل نہ تھا اسی کو عیسائی اور حدیث نبوی یون بتاتے ہین کہ شیطان نے مسیح کو ہمین چھوا تھا اور بنی آدم مین وہ بیداغ تھے اور روح اللہ کہے گئے دفعہ ۱۷ واضح ہو کہ سعادت حقیقی قوت بہیمیہ کا نفس ناطقیہ یعنے قدسیہ کے مطیع اور منقاد رہنے کا نام اور ہوا کا تابع عقل کے ہونا اور ناطقہ کا بہیمیہ پر قاہر ہونا اور عقل کا ہوا پر غالب ہونا اور باقی سب خصوصیات دیگر لغو ہین دفعہ ۱۸ آدم کے قبول توبہ کتاب پیدایش باب ۳ آیہ ۲۱ سے ثابت ہی کیونکہ لکھا ہے اور خداوند خدا نے آدم اور اسکی جورو کے واسطے چمڑے کی کرتی بنا کے اونکو پہنائی چنانچہ صاحب طریق الحیات لکھتا ہے کہ یہہ معاملہ اس بات پر

دلالت کرتا ہی کہ خدا نے اونہین جانورون کی ذبح کرنے اور اونکے چمڑے سے اپنے لئے لباس بنانے کا حکم کیا تھا اسلئے گمان ہوتا ہی کہ خدا نے اوسے اشارہ کیا ہو کہ جسطرح بیگناہ جانور تمہارے گناہ کے لئے قربان ہوکے مرتے ہین تاکہ تمہارے لئے لباس بنے اسیطرح وعدہ کیا ہوا نجات دینے والا بھی تمہارے گناہونکے واسطے قربان ہوکر مرجاویگا تاکہ تمہارے گناہون کی معافی حاصل ہو اور تم اوسکی عدالت تقدیس شین بیا خلعت پہنکے پھر درگاہ الہی کے مقبول ہوجاؤ پھر لکھا ہی کہ قاین اور ہابیل آدم کے بیٹون نے خدا کو قربانی گذرانی ہے تو خیال ہوتا ہی کہ خدا نے آدم کو قربانی گذرانے کا حکم اور اوسکا مطلب اور معنی بیان کیا ہوگا اور پھر لکھا ہی کہ سانپ سے خدا نے یون کہا کہ مین تجھ مین اور عورت مین اور تیری نسل اور اسکی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا وہ تیری سر کو کچلیگی اور تو اوسکی ایڑی کو کاٹیگا ان لکھی کے باتون سے اولا خدا نے آدم کو قوت دی کہ وہ گناہ اور برای سے دشمنی کرکے اوس سے توبہ کرے ثانیاً خدا نے ان باتون مین ایک نجات دینے والے کا وعدہ کیا کہ وہ شیطان کو عاجز کرکے انسان کو اسکے غلبہ سے چھوڑاویگا سو ان باتون کے سننے سے خدا کی محبت اور اعتقاد کی نور سے آدم کا دل پھر نورانی ہوا اور وہ خدا کا مقرب ہوگیا اور موعودہ نجات دینے والے پر ایمان لانے سے جو توراۃ انجیل کے اقوال کے موافق یسوع مسیح ہی آدم کی توبہ خدا کی درگاہ مین قبول

نوی اور اوسنے اسی طرح اپنی نجات اور گناہ کی معافی
حاصل کی نہ یہہ کہ رازی اور روزی اور کعبہ کی طواف سے
جیسا کہ محمدیون کی حدیث کے کتابون مین لکھا ہے پھر لکھا ہے
کہ حوا قین کو جنی اور بولی کہ مین نے خداوند سے ایک مرد پایا
اور ان الفاظ کا ترجمہ عبرانی کے مطابق اسطرح بھی ہو سکتا
ہے کہ مین خداوند مرد کو پایا مرد کو جو خداوند ہے پایا یعنے
مین نے اوس موعودہ نجات دینے والے کو پایا۔
دفعہ ۱۷۹ ہم کو یہہ بیان سنکر بے اختیار وہی
مثل یاد آتی ہے کہ برسات کی آندہی کو سب ظرف ہرا ہی
ہرا نظر آتا ہے ہم اور صاف کہہ چکے ہین کہ جیسے سانپ کے
واسطے پیت۔ کہ بل چلنا اور مٹی چاٹنا۔ لکھا ہی
ویسا ہی یہہ ایڑی کاٹنے اور سر کچلنے کی دشمنی کا بھی بیان
کیا ہی جو نظریات اور خصایل خلقی معلوم ہوتے ہین جیسے
درندون کا پھاڑنا اور پرندون کا اڑنا اور چوپایون کا
چلنا اور اچھلنا پھاندنا وغیرہ کچھہ یہان کسی وعدہ وعید کا
ذکر ہرگز نہین ہے اور چمڑے کی کرتی بنانیوالا تورات
کے عبارۃ النص سے خود خدا ہے نہ آدم ۔ پس اگر اوسے
ضرور تھا کہ جانور کی قربان سے کرکے کرتا بنا سکتا تھا اور حوا
کو تو پسلی سے اور آدم کو مٹی سے اور تمام مخلوقات
کو اسی کلام سے کہ ہو جا بنا سکتا پر چمڑا بدون ذبح
ہوے جانور کے اوسکو میسر نہ آتا تھا تو خیر اوسی نے
قربانی بھی کی ہوگی آدم کے ہاتھہ قربانی گذرنا یہان سے
الفاظ سے تو نہین نکلتا باقی زبردستی خیالی پلاؤ پکانا

اور لفظ مین معنی پہنا دینا یہہ دوسری صفت ہی دفعہ
۱۸۰ اور قاین کسان تھا اور ہابل بھیڑ بکری کا چرواہا
چنانچہ قاین اپنے کھیت کے حاصل مین سے خداوند کی لئے
ہدیہ لایا یہان پادری صاحب کا خیال محض وہم اور مغالطہ
سے خالی کیونکہ اگر مینیا دکاری قربانی مسیح کسی جاندار کے
ذبح کرنے حکم ہوا تھا تو کیا ہابل کے موے بھیڑ بکریون مین قاین
کو دستیاب نہو سکتے تھے جو وہ کھیت حاصل لایا دفعہ
۱۸۱ شاید یہان کوی کہیگا کہ قاین کا ہدیہ اسیواسطے
قبول نہوا تو ہم کہتے ہین کہ یہہ بھی وہم محض ہے کیونکہ صاف
لکھا ہی کہ اگر تو اچھا کرتا کیا تو مقبول نہوتا اور تو اچھا نکرے
تو گناہ دروازہ پر موجود ہی اور تیرا ارادہ رکھتا ہے پر تو
اوسپر غالب آ اس سے ظاہر ہی کہ قاین نے ادب اور تقوی
اور فروتنی اور خلوص نیت سے نہین گذرنا اسیواسطے
قبول نہوا نہ یہہ کہ خدا کھیت کا حاصل یعنے غلہ قبول نہین
فرماتا اور گوشت اور لہو قبول فرماتا ہی دفعہ ۱۸۲
چنانچہ یہہ قصہ قرآن مین بھی لکھا ہی اور عدم قبول کے وجہ سے
بھی وہی عدم تقوی لکھا ہی کہ "انما یتقبل اللہ من المتقین"
اور ایک جگہہ اور قرآن مین دربارہ قربانیون کے لکھا ہے
کہ "لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءہا ولکن ینالہ التقوی منکم"
چنانچہ پادری گلین نے احوال یہود مین بھی وجہہ لکھی ہے کہ
اوسنے ایمان اور فروتنی کے ساتھہ خدا کے حکم کے بموجب
گذارتا تھا اس سبب سے ہابیل کو نذر کو خدا نے پسند کیا پر
رازی اور روزی اور طواف کعبہ سے توبہ قبول ہونے پر

پر کیا استبعاد ہی **دفعہ ۱۸۴** حقیقت توبہ جاننا چاہئے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہی پس اگر گناہ خدا اور بندے کے درمیان ہو اور اسمین حق آدمی کا کچھ متعلق نہو چنانچہ شجرہ منہہ سے کھا لیتا تو اوسکے تین شرطین ہین ایک یہہ کہ گناہ سے باز آوے دوسری یہہ کہ اوسکی فعل پر نادم ہووے تیسری یہہ کہ عزم بالجزم کرے کہ مائدہ پھر وہ گناہ کرے گا پس اگر ان تین شرطون مین ایک بھی مفقود ہوگی تو توبہ صحیح نہوگی **دفعہ ۱۸۵** اور اگر گناہ متعلق بحق آدمی ہو تو اوسکے چار شرطین ہین تین تو یہی اور چوتھی یہہ کہ اوسکے حق سے بری ہو جاوے پس اگر مال وغیرہ ہو تو اوسے حوالہ کر دے اور اگر حد قذف وغیرہ نہو تو اوسے اوسپر قادر کر دیوے یا اوس سے معاف کرا لیوے اور اگر غیبت ہو تو استحلال کرے اوس سے اور سب گناہون سے توبہ کرنا واجب ہے پس اگر بعض سے توبہ کرے تو اوس سے توبہ اہل حق کے نزدیک قبول ہی اور باقی گناہ اوسکے ذمہ رہینگے دلایل کتاب وسنت واجماع امت کے وجوب توبہ پر غالب اور متظاہر ہین **دفعہ ۱۸۶** توبہ کبھی بہت سخت ہوتی ہی چنانچہ بچھڑے پوجنے والون کو تین ہزار بنی اسرائیل کو جناب موسیٰ نے قتل کرا دیا اور کبھی بڑی مدت اور مشکل سے قبول ہوتی ہے چنانچہ اون تین صحابہ کے جن کا علی الثلاثۃ الذین خلفوا مین بیان ہے یا جیسے حضرت آدم اور حوا کی توبہ کہ ایک مدت اور دقت سے قبول ہوی **دفعہ ۱۸۷** یہہ جو صاحب طریق الحیات نے توبہ اور شفاعت اور خدا کی رحمت اور فضل وغیرہ کی نسبت جو مطابق ثلث حصہ اسلام کے اسباب نجات اور مغفرت ہین بیان کیے ہین اوسکا ایک مختصر جواب یہہ ہی کہ یہہ معانی تاثیر بالخاصیہ ہی نہ بالکیفیہ پس جیسے درخت حیات مین خاصیت تھی اور شجرۃ العلم مین ایک خاصیت تھی ویسا ہی بعینہ بلا تفاوت شفاعت اور رحمت اور توبہ اور استغفار اور روزی نماز کے سبب سے ہم لوگ نجات اور مغفرت بالخاصیت سمجھتے ہین نہ بالکیفیت پس تمام سبھی باطل ہین اور ہر چیز کے حقیقت ہمارے کتب مین ایسی بیان ہوی وہی اوسکے مطالعہ اور تحقیق کے ہر شقاوصدر ہو جاتا ہی اور تقاضا روح کا بالکل رفع ہو جاتا ہی فقط

واللہ الموفق راقم محمد سلیم اللہ۔

جواب نور افشان

صاحب نور افشان نے قرآن شریف کی تعلیم پر کچھ اعتراضات تحریر فرماتے ہین مگر انکی تحریر سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ وہ خود ابھی تعلیم پانے کے لایق ہین اور علوم عربیہ وغیرہ متعلقہ قرآن عظیم الشان سے مطلق آگہی نہین رکھتے اور دلیل اس دعوی کی یہہ ہے کہ اوس تحریر مین کہین متبع کو متبع اور ضلال کو ضلال اور فاکہہ کو فاکہہ تحریر کرتے ہین ایسے لوگونکا اسطرح کے فصیح وبلیغ کلام کہ جس سے فصحاے عرب وبلغاے عجم حیران ہین اعتراض کرنا کچھ بعید نہین **شعر** گر نہ بیند بروز شپرہ چشم

چشمۂ آفتاب راجگاہ ہی **نور افشان** اول قرآن مین
صاف صاف طریقہ نجات پانیکا نہین ہی **منشور محمدی** یہہ
قصور فہم ہی حقیقت مین قرآن عظیم الشان جامع طرق نجات
ہی کہ کوئی کتاب کتب سماویہ سے ایسی جامع نہین اور بیان
طرق مین کہین یہہ کتاب اجمال فرماتی ہے اور کہین تفصیل
چنانچہ فرمایا ہی لا ینجو الا من الی اللہ بقلب سلیم
یعنے جو دل چسکا رکھتا ہی وہی نجات پاتا ہے اور خلاصہ
نجات توحید ہی اور اقرار رسالت نبی علیہ الصلوۃ والسلام
پر کہین توحید ذاتی کی طرف اشارہ فرمایا ہی جیسا کہ فرمایا
لا الہ الا ھو الحی القیوم کہین صفات نقص کو اوس
ذات مقدس سے دور کیا جیسا فرمایا لا تاخذہ سنۃ
ولا نوم کہین توحید صفاتی کا بیان کیا جیسا کہ الذی
جعل لکم الارض فراشا والسماء بناءً وانزل
من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقا
لکم فلا تجعلوا للہ انداداً وانتم تعلمون
کہ اس آیت مین صفت خلق کی کس خوبی سے بیان کردی
یہہ سب درستی عقاید کی صورت ہوئی پھر ہر جگہہ ظاہر قدرتون
سے استدلال کیا کہ ہر ایک سمجھ مین آجاوے نہ یہہ کہ اہل
فلسفہ کی باریک باتین ارشاد کین ہون کہ جو غور و تامل
سے ذہن مین آوین پھر اعمال کے موجب نجات ہوتی جیسے
نماز روزہ زکوۃ زنا سے بچنا بیہودہ باتون سے حذر
کرنا اپنے عہد و قرار کو پورا کرنا اوسکو جا بجا بیان فرمایا
اوسکے تارک پر جا بجا ملامت کی عامل پر بار بار شاباشی

دی کہ چال ہزارون بندون کی درست ہوگئے اور اعتقادات
صاف ہوگئے اور عزائم درست اور مقاصد حسنہ حاصل
ہوے پھر ان سب کا خلاصہ یہہ فرمایا کہ مشرک کو کبھی نجات
نہین موحد مقر رسالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاکت دائمی
نہین اگر اپنے گناہون کے عوض چندہ اوز عذاب بھی پاویگا
تو بعد تکمیل سزا کے جنت مین جاویگا البتہ ایسے مہمل اور
پوچ باتین شہوت انگیز شرارت بیز مطلق نہین کہ جس سے
کسی طرح خدا کو یا اوسکے پیارے بندون انبیا کو کچھ عیب لگے جیسے
خدا کا آدمی کو پیدا کرکے پچھتانا کہ پیدائش کے باب ۶ ورس ۶
مین مذکور ہی یا یہہ کہ خدا ریچھہ کے مانند ہے جیسا کہ کتاب
توصیریا باب ۳ ورس ۱۰ مین موجود ہی یا یہہ کہ خدا شیر
ببر و چیتے کے مانند چھپکے لوگون کو بھسم کرتا ہی جیسا کہ
کتاب ہوشیع باب ۱۳ ورس ۷ مین ہے نہ ایسی بیحیائی
اور بے غیرتی کے افعال کو قرآن عظیم الشان نے اللہ تعالی
کی طرف منسوب کیا کہ جس سے شہدون لچون رندے بازون
مدکیون چرسیون زانیون کو بھی شرم آوے جیسے
کہ کتاب یشعیاہ کے باب ۳ ورس ۱۷ مین کلام خدا اسطرح
ہی کہ خداوند صیہون کے بیٹیون کے چاندی کی کنجی کو وا لیگا
اور خداوند انکے اندام نہانی کو اوگھاڑیگا قربان جائے
ایسے خدا کے جو ایسی مبارک جگہہ مین ہاتھہ ڈالین اور چاندی
کی کنجی سے ایسا قفل مقصود کھولین مشاید کنجی سے عضو
تناسل مراد ہے نہ ایسے احکام پوچ ولایعنی قرآن عظیم
الشان نے اوس سبحان دیان کی طرف منسوب کیے کہ جس سے

رندیون اور بجارکھاؤ اور جورو کی خرچیان کمانے والون
کو تقویت اور تائید ہووے جیسے کہ کتاب مذکور کے باب ۴
درس ۱۵ مین مذکور ہے کہ خداصاحب ارشاد فرماتے ہین کہ اُتر آ
اور خاک پر بیٹھ ای بابل کی کنواری بیٹی تو زمین پر بغیر تخت کے
بیٹھ ای کسدیون کی دختر تو اب آگے کو نرم اندام اور
نازنین نہ کہلائیگی - ۲- چکی لے اور آٹا پیس اپنے کھولدے
تانگ عریان، اور ران ننگی کر اور ندیون مین سے پیدل
جا - ۳- تیری برہنگی کھلیگی بلکہ تیری چھاتی دیکھی جائیگی انتہی
ایسے قوت باہ کے نسخہ البتہ قرآن عظیم الشان مین مذکور نہین
اسلئے کہ یہہ کلام اوس خدا کا نہین جو رندیون کی خرچی
کھاکر قدوسیت کا دعوی کرے جیسا کہ کتاب مذکور کے
درس ۱۶ باب ۲۳ مین مذکور ہے آ اوچہنال پر لبط
اوتھالے شہر مین گذرتے پھر کہ تو فراموش ہوگئی ساز
کو خوب بجا بہت سے غزلین گا تاکہ تجھے یاد کرے اور ستر
برس کے بعد ایسا ہوگا کہ خداوند صور پر نگاہ کریگا اور وہ
پھر خرچی کے لئے جاویگی اور روے زمین کی ساری مملکتون
سے زناکاری کریگی لیکن اوسکا حاصل اور خرچی خداوند
کے لئے مقدس ہوگی اور اسکا مال ذخیرہ نکیا جاویگا اور
بازرکھا نہ جاویگا بلکہ اونکے لئے حاصل ہوگا جو خداوند
کے حضور رہتے ہین کہ کھاکے آسودہ ہووے اور بسیارستہ
پوشاک پہنین انتہی غرض ایسی خرچی کمانے والون کی تائید
قرآن مین مطلق نہین ایسیواسطے ان لوگون کو یہہ مطلق
پسند نہین آیا شاید ایسے باتین اگر قرآن مین بھی کہی ہوتین

تو البتہ لوگ کہتے کہ اسمین طریقہ نجات مذکور ہی نہین
نصاری کو شرم نہین آتی کہ اپنے کتابون مین ایسے باتین پاتے
ہوے پھر قرآن پر عیب کرتے ہین اور اپنے عیب پر مطلق
نظر نہین کرتے حقیقت مین حضرت عیسی علیہ السلام کا قول
مبارک ایسے ہی لوگون کے شان مین صادق آتا ہے
انجیل متی باب ۷ درس ۳ مین ہی اور تنکے کو جو تیرے بھائی
کے آنکھہ مین ہے کیون دیکھتا ہی لیکن شہتیر جو تیری آنکھہ
مین ہے نظر نہین کرتا الخ **نور افشان** لیکن قرآن مین
کئے طریقہ نجات کے لکھے ہین جو ایک دوسرے سے بہتر ہین
منشور محمدی سبحان اللہ جمع کے لئے مفرد کا لفظ
استعمال کرنا یہہ تو آپ کی اردو دانی ہے اور قران
شریف کے طرق نجات کا آپس مین نہ ملنا صرف دعوے
لسانی ہی چنانچہ آگے مفصل معلوم ہوگا **نور افشان**
ان آیتون سے دریافت ہوتا ہی کہ نجات کے لئے تین امر
ضروری ہین اول خدا پر ایمان لانا دوم پچھلے دن پر ایمان
لانا سیوم نیکی کرنا اور بس اس سے زیادہ نہین ہے -
منشور محمدی یہہ اخیر کا فقرہ کہ) اور بس اس سے زیادہ
نہین ہے) یہہ کہنا آپ کی زیادتی ہے اول دونو آیتون
مین یہی لکھا ہے کہ اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لانا اور
عمل نیک کرنا یہہ بھی نجات کے جزو ہین اس سے یہہ مراد نہین
کہ اسکے سوا اور کوئی چیز نجات کے لئے نہین بلکہ ساری
قرآن مین جو جو چیزین نجات کی مذکور ہین سب موجب نجات
ہین منجملہ اونکے یہہ تین باتین بھی موجب نجات ہین فقط

نجات کو اپنے مین حصر کرنا اور کہا کہ اسکے سوا اور کچھ نہین ہے
آپ کی تحریف ہی آپ چاہتے ہین کہ جیسے اپنے کتب ناجیل
وغیرہ کو ہر سال جدا گانہ طور سے ترمیم کیا کرتے ہین اسی طرح
قرآن مین بھی دست اندازی کرین تو یہہ ممکن نہین اس قرآن
کی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہی کہ انا انزلنا الذکر وانا لہ
لحافظون ۔ یعنے ہمنے اوتارا ہی یہہ قرآن اور ہم اوسکی
حفاظت کرنیوالے ہین اب تحقیق مقام کی طرف غور کرو
کہ یہہ تین باتین جو مذکور ہوئین حقیقت مین بہت بڑا دخل
کاروبار نجات مین رکھتے ہین اب ایک ایک کی حقیقت
سنو ایمان کے باب مین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ الایمان بضع وسبعون شعبتہ یعنے ایمان
کے ستر پر کچھ شاخین ہین افضل اوسمین لا الہ الا اللہ
کہنا اور دل سے اس پر عقیدہ رکھنا اور ادنی اوسمین
تکلیف کی چیز کو راہ سے دور کرنا اور حیا و شرم
بھی ایک ٹکڑا ایمان کا ہے انتہی یہہ روایت صحیح بخاری
اور صحیح مسلم مین ہے ۔ اور یہی ایمان کا اطلاق عقائد قلبیہ
پر اور اسلام کا اطلاق اعمال ظاہری پر ہوا کرتا ہے
جیسے کہ اسی حدیث مین عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ ایک
شخص آیا حضرت کے پاس اور ہم بھی آپکے پاس حاضر
تھے پھر پوچھا اوسنے کہ یا محمد خبر دو اسلام سے تو فرمایا
آپنے اسلام یہہ ہی کہ گواہی دیوے تو کہ کوئی معبود
نہین بجز خدا کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول
اوسکے ہین اور قایم کرے تو نماز اور ادا کرے تو
زکوۃ اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے بیت اللہ
کا اگر تجھے طاقت راہ کی اور زاد و راحلہ میسر ہو پھر اوسنے
کہا خبر دو مجھے ایمان سے فرمایا آپنے ایمان یہہ ہی کہ یقین کرے
خدا پر یعنے اوسکے ذات و صفات پر بلا تشبیہہ و تمثیل
و بلا تعطیل و تاویل اور یقین کرے تو ملیکہ پر اور اگلے
کتابون پر جو خدا کی طرف سے اوترے ہون اور یقین
کرے تو اوسکے رسولون پر اور پچھلے دن پر اور یقین
کرے کہ شر و خیر اوسی کے جانب سے ہی انتہی مختصرا
یہہ روایت مسلم مین ہے دیکھو اس روایت مین لفظ
اسلام کا اطلاق اعمال ظاہری پر ہوا اور لفظ ایمان
کا اطلاق عقیدہ باطنی پر اور کبھی ایک کا اطلاق دوسرے
پر بھی آتا ہے جیسے کہ ایک شخص نے آکر پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ اسلام مین مجھے
ایک بات ایسی بتاؤ جو پھر کسی سے پوچھنے کی حاجت نرہے
تو آپ نے فرمایا کہہ تو ایمان لایا مین اللہ پر اور پھر
اسی بات پر مستقیم و مضبوط ہو جا دیکھو یہان عقیدہ پر لفظ
اسلام کا اطلاق آیا اب ایمان و اسلام کی تحقیق کے
بعد سنئے کہ دوسرا موجب نجات آخرت پر ایمان لانا
پر اسکی کیفیت جو قرآن عظیم الشان نے یا رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے جیسے عذاب قبر اور
حشر و نشر اور میدان قیامت کے کیفیات اور دوزخ
و جنت کے حالات نیکون بدون کی سزا و جزا اور
کا دیدار انبیا کی شفاعت ان سب پر سچے دل سے

یقین کرنا یہہ بھی نجات کا جز اعظم ہی تیسری نیکی کرنا یعنے
جو عمل قرآن وحدیث مین مذکور ہین بجالانا اور ممنوعات ومحرمات
سے بچتے رہنا جیسے سور نکھانا شراب نہ پینا زنا نکرنا رشوت
نہ لینا ظلم نکرنا سود نہ کھانا غیبت نہ کرنا جھوٹ نہ بولنا طوفان
بہتان کسی پر نہ باندہنا ان سب باتون سے بچکر نیک کام
بجالانا بھی بڑے موجب نجات ہین جیسے نماز پڑہنا روزہ
رکھنا زکوۃ دینا حج کرنا رمضان کے روزہ رکھنا غرض جو
امور کہ قرآن یا رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے منع فرمائے
ہین اون سے دور رہنا اور جسکا حکم فرمایا ہی اسکو بجالانا
یہہ بھی موجب نجات ہی اور چونکہ یہہ سب باتین ایک لفظ
اسلام یا ایمان مین داخل ہین اسلئے کہین فقط انہی لفظون
پر اکتفا فرماکر موجب نجات ٹھہرایا کہین تفصیل فرمائے اب
تفصیل واجمال مین کوئی شخص مناقات سمجھے تو کمال نادانی
ہی جیسے یہہ امر ہمارے آپکے باتون مین بھی جاری ہے
کبھی کوئی مخدوم اپنے خادم سے کہتا ہے ہمارے ایک
مہمان کے لئے مہمانی طیار کرو اور جانتا ہی کہ وہ خادم
خود ہوشیار ہی لوازم مہمانداری بخوبی جانتا ہے۔
العاقل یکفیہ الاشارہ پر عمل فرماکر اوسکی تفصیل نہین
کرتا دوسرے وقت کسی دوسرے غلام سے وہ کام لینا منظور
ہوتا ہے یا اوسے غلام اول سے مگر اسکی مہمانداری
مین کچھ زیادہ اہتمام منظور ہوتا ہی تو کہتا ہے ہمارے
مہمان کے لئے اتنی ملائی اتنا دودہ اتنا قورما اتنے پراٹھے
طیار کرو اب کلام اول اور کلام ثانی مین کوئی مناقات

سمجھے تو سوائے جہالت اور نادانی کے کیا تصور کیا جاوے
جب یہہ تقریر ذہن نشین ہوگئی تو یہہ آیت جو اپنے نقل
کی ہی وہ متبع سے آخر تک یعنے جو کوئی دہونڈہے
سوا اسلام کے اور دین پس وہ قبول نہوگا اور وہ
آخر شب مین نقصان والون مین سے ہی اسمین اور
آیات سابقہ مین کچھ تخالف باقی نرہا بلکہ کمال توافق
ہوگیا اور دین اسلام کے ماننے مین اور پچھلے دن پر
ایمان لانے مین اور نیک عمل کرنے مین کچھ منافات
نرہی پھر یہہ فرمایا اپ کا **نور افشان** جو کوئی دین
اسلام نہ مانے تو ہرچند خدا اور پچھلے دن پر یقین لاوے
اور نیک کام کرے لیکن اسکو نجات نہ ملیگی۔

منشور محمدی اسلئے کہ جب دین اسلام خدا پر ایمان
لانا اور پچھلے دن پر یقین کرنا اور نیک کام بجالانا اسی
مجموعہ کا نام ہوا تو یہہ کہنا کہ جو کوئی دین اسلام نمانے
اور یہہ کام کرے تو اسکے وہی مثل ہوی جیسے ان
غلامان مذکورین مین سے کوئی شخص اپنے آقا سے
بولے کہ صاحب مہمان کی مہمانی تو مین طیار کرونگا مگر
کھانا جو آپ فرماتے ہین پکا کر انکے آگے رکھہ دونگا
اس سے اسکا آقا یہی قیاس کریگا کہ یہہ گنوار مہمانی
کے معنے نہین جانتا اب رہی یہہ بات کہ دین اسلام
سے بعض احکام ادیان سابقہ منسوخ ہوگئے ہین
یہہ کچھ قابل اعتراض نہین کہ اسلئے کہ منسوخ ہونا بعض
احکام کا زمانہ سلف سے چلا آتا ہے چنانچہ قید مثالیں